© rasailojaraid.com

عالمی تناظر میں اردو تنقید اور راجستھان

ایک مطالعہ

عبدالرؤف خان، حمیدیہ لائبریری (اودے کلاں)

ہمارے ملک کی تمام اردو اکادمیاں اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت میں مختلف جہات سے، اپنے محدود وسائل و ذرائع سے قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ راجستھان اردو اکادمی بھی اس سے مستثنیٰ قرار نہیں دی جا سکتی۔ یہ اپنے سہ ماہی ترجمان "نخلستان" کو وقت پر جاری کرنے کے علاوہ اپنے اشاعتی پروگرام کے تحت نہ صرف پرانے اہل قلم کی تصنیفات و تالیفات کو شائع کرتی رہی ہے، بلکہ نئے قلم کاروں کی بھی حوصلہ افزائی کرتی ہے، جو ایک مستحسن امر ہے۔ حال ہی (۱۹۹۲ء) میں اس اکادمی نے ڈاکٹر رفعت اختر کی تصنیف "عالمی تناظر میں اردو تنقید اور راجستھان" سلسلۂ مطبوعات ۶۱ شائع کر کے ایک اچھا کام کیا ہے۔ اوسط سائز کے ۵۳۵ صفحات پر محیط اس کتاب میں اردو تنقید کے سلسلہ میں ۱۶۵ صفحات ہیں اور صفحہ ۱۷۵ سے صفحہ ۵۲۲ تک منتخب مضامین کے عنوان سے مختلف معروف اہل قلم حضرات کے مختلف نوعیت کے حامل مضامین پیش کئے گئے ہیں جو معلوماتی ہوتے ہوئے بھی تنقید سے متعلق نہیں۔ چنانچہ ان مضامین سے کتاب کی قیمت جو سو روپے ہے اور حجم غیر ضروری طور پر بڑھ گیا ہے۔

پیش نظر تصنیف قاری کے لئے بایں سبب قابل مطالعہ ہے کہ اس میں تنقید کے قدیم و جدید نظریات پر روشنی ڈالی گئی ہے جو اس تصنیف کا فکری پہلو ہے جسے "عالمی تنقید" کے عنوان میں شامل کیا گیا ہے۔ بعد ازاں عنوان "عالمی تنقید کے اسالیب" کے تحت رومانی، نفسیاتی، جمالیاتی، مارکسی، سائنٹیفک، نوانسانیت پرستانہ، شکاگو، اسلوبیاتی، ساختیاتی، پس ساختیاتی اور تجزیہ تنقید پر لکھا گیا ہے۔ اور پھر اردو تنقید کا ارتقا اور اردو تنقید کے اسالیب پر گفتگو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ قبل راجستھان میں اردو تنقید آزادی کے بعد راجستھان میں اردو تنقید وغیرہ کے اسالیب و موضوعات میں شرح سے پیش گئے ہیں۔ وقت کے جید جناب انعام الحق صاحب کے قلم سے ہے اور مقدمہ ملک کے مشہور ادیب جناب پروفیسر نثار احمد فاروقی صاحب کے قلم کا رہینِ منت ہے جس سے کتاب کے وقار میں اضافہ ہوا ہے۔

مصنف موصوف نے مذکورہ تصنیف کے ۱۹۵ اوراق تسوید کرنے میں نہایت کدو کاوش کا ثبوت دیا ہے مگر ان اوراق کا مطالعہ کرتے ہوئے تقریباً ہر صفحہ پر ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ بہت سی عبارات موصوف نے یا تو دیگر مصنفین کی بعینہٖ نقل کر دی ہیں یا جزوی اختلاف کے ساتھ علمی و ادبی دنیا میں ہمیشہ سے چراغ سے چراغ روشن ہوتا رہا ہے مگر حوالہ کے ساتھ جب کہ پیشِ نظر تصنیف (صحیح تالیف کہنا چاہیئے) میں اُن عبارات کو اس سلیقہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہ انہی کا خیال اور نظریہ معلوم ہوتی ہیں۔

شرط سلیقہ ہے ہر اک امر کو

اب میں یہاں اپنی بات کی تائید میں چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

"عالمی تناظر میں اردو تنقید اور راجستھان"	تنقیدی دبستان از سلیم اختر
(۱) اور تحلیلِ نفسی نے ذہن انسانی کی سوچ کا رخ یکسر بدل دیا۔ آئرا پروگروف کی نفسیاتی عمق نے نفسیاتی تنقید کے آفاق میں مزید وسعت پیدا کی (ص ۳۶)	(۱) ... تحلیل نفسی نے انسانی سوچ کا رخ بدل کر رکھ دیا ... آئرا پروگروف (IRAPROFF) کی نفسیاتِ عمق (PSYCHOLOGY DEPTH) کی صورت میں نفسیات اور اس کے حوالے نفسیاتی تنقید کے آفاق میں مزید وسعت پیدا کی جا رہی ہے (۱۲۱)

* * * * *

ڈاکٹر رفعت اختر نے منقولہ بالا اقتباس کے پہلے فقرہ میں "یکسر" کا اضافہ اور دوسرے فقرہ میں جناب سلیم اختر کی ترکیب "نفسیاتِ عمق" کو نفسیاتی عمق کہتے ہوئے سلیم اختر کی عبارت کے خط کشیدہ فقرہ اور آخری الفاظ کو حذف کرتے ہوئے اس پیراگراف کو اپنا نتیجۂ فکر بنا کر پیش کیا ہے۔ دوسری مثال:

(۲) "استقرائی ناقدین نے تعصب، تنگ نظری اور اندھی روایت پسندی کی کھل کر مذمت کی ہے" (رفعت اختر ص ۳۶)	(۲) استقرائی تنقید نے ... تعصب، تنگ نظری اور اندھی روایت پرستی کی کھل کر مذمت کرتے ہوئے ... ڈاکٹر سلیم اختر ۱۹۹ تنقیدی دبستان مطبوعہ ۱۹۸۲ء (پانچواں) نئی دہلی

[redacted]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) "ادب برائے ادب کے نظریے کی تبلیغ ... تنقید کرنے والوں کی سماجی پابندی اور افادیت پرستی کے خلاف ردِ عمل کا ایک انداز قرار دیا جاسکتا ہے۔"

رفعت اختر ص ۳۱

(۴) "بعض مارکسی نقادوں نے تنقید کے اس اسلوب کو سرمایہ دارانہ نظام کی آڑ کا سبب کہا۔ سمجھ کر اگر تنقید محض انفرادی تاثرات ہی کا نام ہو تو ادب طبقاتی کشمکش میں اپنا جائز کردار ادا نہیں کرسکتا۔"

رفعت اختر ص ۳۰

(۵) "انسان میں احساسِ جمال ارتقاء پذیر رہتا ہے لیکن ذوقِ جمال بلندی کی طرف محوِ پرواز ہوتا ہے" (رفعت اختر ص ۳۱)

(۶) "اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ انتہا پسند ناقدین نے ادب کو صرف اشتراکیت کے پرچار سے جوڑ دیا اور تخلیق کو سیاست کی طرح محض نعرہ بازی بنا دیا ادبی حسن و قبح (کذا) کو نظر انداز کر کے کمیونسٹ یعنی فیسٹو بنا دیا چنانچہ تنقید تخلیق کی رہنمائی کے بجائے ایک جامد و بے حس و حرکت پتھر بن گئی۔" (ایضاً ص ۳۵)

(۷) "سب سے پہلے گوئٹے نے رومانیت اور (بنام) کلاسیکیت قسم کی بحث کا آغاز کیا" (ص ۱۵)

(۸) "گوئٹے کی نظر میں رومانیت آمادہ مرض ہے تو کلاسیکیت کل کی چیز ہے۔" (ایضاً ص ۱۸)

(۳) "ادب برائے ادب کے نظریے کی تبلیغ ... تنقید کرنے والوں (رسکن ...) کی سماجی پابندی اور افادیت پرستی کے خلاف ردِ عمل کا ایک انداز قرار دیا جاسکتا ہے۔" (سلیم اختر ص ۹۰)

(۴) "مثلاً مارکسی نقاد اسے سرمایہ دارانہ نظام کی آڑ کا سبب بھی قرار دیتے ہیں کیونکہ تنقید محض انفرادی تاثرات ہی کے ابلاغ کا نام ہو تو ادب طبقاتی کشمکش میں اپنا جائز کردار ادا نہیں کرسکتا۔"

سلیم اختر ص ۹۱

(۵) انسان میں احساسِ جمال ارتقاء پذیر رہتا ہے اور ذوقِ جمال بلند سے بلند تر کی طرف محوِ پرواز رہتا ہے۔" (سلیم اختر ص ۴۴)

(۶) "اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ انتہا پسند ناقدین نے ادب کو محض اشتراکیت کے پرچار کا ذریعہ تصور کرتے ہوئے تخلیق کو صرف نعرہ بازی بنا دیا اور پروپیگنڈا پر ادبی حسن کو بھینٹ چڑھا دیا ... (لہٰذا) تنقید تخلیق کی رہنمائی کی بجائے پتھر بن جاتی ہے۔"

(سلیم اختر ص ۱۱۹)

(۷) "غالباً سب سے پہلے گوئٹے نے رومانیت اور کلاسیکیت قسم کی بحث کا آغاز کیا تھا۔" (سلیم اختر ص ۵۵)

(۸) "شاید اسی لئے رومانیت کو آوازِ عصر اور تقاضائے وقت سمجھتے ہوئے کلاسیکیت کو کل کی چیز قرار دیا۔" (سلیم اختر ص ۵۰)

© rasailojaraid.com

ذیل میں چند اقتباسات کی نشاندہی پروفیسر شارب ردولوی کی تصنیف "جدید اردو تنقید، اصول و نظریات" سے کی جاتی ہے۔

جدید اردو تنقید اصول و نظریات مطبوعہ ستمبر ۱۹۸۵ء اتر پردیش اردو اکادمی ایڈیشن۔

(۱) عملی تنقید اور تنقید اور امتحان

(۹) "ادب کی سماجی اہمیت اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک کہ ہم ادیبوں کو باشعور تسلیم نہ کریں۔" (ص ۳۳)

(۹) "ادب کی سماجی اہمیت اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک ہم ادیب کو باشعور نہ مانیں۔" ص ۴۸، ۳ بحوالہ ذوق ادب اور شعور از احتشام حسین ص ۱۰۵

(۱۰) "فن برائے فن" کے عقیدے نے اسوقت زور پکڑا جب فن کار اور عوام کے مابین سماجی ماحول سے ہم آہنگی نہ ہو سکی۔" (ص ۲۲-۲۱)

(۱۰) "فن برائے فن" کا عقیدہ اسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ فنکار اور عوام جن کو اس میں بہت زیادہ دلچسپی ہوتی ہے اپنے سماجی ماحول سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔" ص ۳۴ بحوالہ آرٹ اینڈ سوشل لائف ص ۱۵۴

(۱۱) "بنیادی طور پر اردو میں مارکسی تنقید کے ناقدین نے حقیقت کو نامیاتی، متحرک اور مائل بہ ارتقا کہا ہے اس میں ہیگل کی "جدلیت" کو بھی شامل کیا گیا۔ جدلیت دو افراد کے درمیان متضاد نظریات کو تناقض اور تنفر کے بجائے ایک نئی راہ نکالنے کا نام ہے۔" ص ۴۷

(۱۱) مارکس حقیقت کو جدلیاتی مانتا ہے اس کے نزدیک حقیقت نامیاتی ہے اور متحرک و مائل بہ ارتقا ہے یہاں جدلیات کے مفہوم کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ 'جدلیات' کے لغوی معنی دو آدمیوں کے درمیان اس قسم کی گفتگو کے ہیں جن میں تناقض اور تضاد ہو اور اس کی گفتگو، مناظرے یا مباحثے کے درمیان ایک ایسا راستہ نکل آئے جو تناقض و تضاد کا درمیانی راستہ ہو" (ص ۳۴۶)

(۱۲) کرسٹوفر کاڈویل کی تصنیف الوژن اینڈ ریئلٹی کا درج ذیل اقتباس (ترجمہ) شارب صاحب کی کتاب میں بغیر حوالے نقل کر دیا ہے۔

"طبیعیات، کیمیا، تاریخ، فلسفہ، علم الانسان، علم الاعضاء اور نفسیات بھی سماج کی پیداوار ہیں

(۱۲) "طبیعیات، تاریخ، فلسفہ، علم الانسان، علم الاعضاء اور نفسیات بھی سماج کی پیداوار ہے۔ اس سے ایک ناپائیدار سا جملہ سے آرٹ کے ناقد کو سوجھنے لگی کہ وہ ان سب کے اور آرٹ کے درمیان خط فاصل کھینچے۔ اور وہ صرف ایک ہی نقطۂ نظر ہے ۲۵

سے الگ ہو جاتا ہے (کذا) یہ حیات و کائنات کے اندر کوئی معنی تلاش کرنا بے سود ہے اور آدمی کے وجود کا کوئی معنی نہیں ہے۔" (ص ۲۳)

---

(۱۳) "علامے ادب کے نزدیک اگر ادب تفسیر حیات ہے تو ادب کی تفسیر تنقیدی شعور کے بغیر ادھوری ہے۔" ص ۱۰ (تصنیف کا پہلا فقرہ)

---

(۱۴) "انہوں (فراق) نے اپنی تنقید کو تاثراتی کہا ہے۔ جس طرح مغربی تنقید میں اسپنگارن نے اپنی تنقید کو خلاقانہ تنقید کا نام دیا تھا۔" ص ۱۸

☆ ☆ ☆ ☆

[illegible] AND REALITY [illegible] PAGE - 9

☆ ☆ ☆

"علامہ نے ادب کی تعریف کرتے ہوئے اسے تفسیر حیات کا نام دیا ہے اور تفسیر بغیر تنقیدی شعور کے ممکن نہیں ہے۔" (ص ۳۶)

(فراق) "اردو کے پہلے نقاد ہیں جنہوں نے اپنی تنقید کو خود تاثراتی تنقید کہا ہے۔ وہ اپنے اس رجحان کو اسپنگارن کی طرح خلاقانہ تنقید کا نام دیتے ہیں۔" ص ۳۰۷

زیر نظر کتاب میں شارب صاحب کی تصنیف سے کم از کم سو سے زائد اقتباسات تغیر خفیف یا بعینہٖ نقل کر دیئے گئے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ شارب صاحب نے جن مصادر کے اقتباسات دیئے ہیں۔ ان کو بھی "عالمی تناظر میں اردو تنقید اور راجستھان" کے مصنف نے بغیر کسی زحمت اٹھائے "جدید اردو تنقید: اصول و نظریات" ہی سے اخذ کیا ہے۔ بخوف طوالت بہت سے اقتباسات نقل نہیں کیے گئے کیونکہ قارئین "قیاس کن ز گلستان من بہار مرا" کے مصداق حسب ذکر صدر اقتباسات ہی سے اندازہ لگا لیں گے کہ یہ تصنیف کس پایہ کی ہے۔ جبکہ اس کتاب کے اردو اکادمی کے چیئرمین جناب انعام الحق صاحب نے "پیش گفتار" میں فرمایا ہے کہ "ان تینوں (عالمی دوہوں کا انتخاب، عالمی گیتوں کا انتخاب نیز مذکورہ کتاب) بین الاقوامی [illegible] تمام عالم میں ہے اور راجستھان اردو اکادمی بین الاقوامی شہرت کی حامل [illegible] با اعتبار تنقیدی اصول و نظریات اس کتاب کی بین الاقوامی [illegible] مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ نثری [illegible] راجستھان کا [illegible] ہی تو ادب کے سلسلہ میں پڑھتے اور سنتے آئے تھے۔

یہ تالیف کافی حد تک کتابت کی اغلاط سے پاک ہے پھر بھی چند الفاظ کی املا درست نہیں ہے

© rasailojaraid.com

شلاً ص ۳۱ پر [illegible] کے نام کے آخر میں [illegible] لکھا ہے۔ ص ۵۲ پر "نامناسب" کو "نامناست" ص ۱۳۰ پر "مقتضیٰ الاحوال" ص ۱۱۸ پر "وردِ زبان" کو "وردزبان" نیز اسی صفحہ پر عرب کے فصیح شاعر امراؤالقیس کو [illegible] "امراؤالقیس" لکھا ہے جسے ہم کاتب کے سہو پر محمول نہیں کرسکتے۔ بعض فقرات بھی [illegible] میں مثال کے طور پر صفحہ ۱۶ کا یہ فقرہ "سولہویں صدی میں اٹلی و فرانس میں [illegible] شروع ہونے والی نوکلاسیکیت تحریک نے..." ص ۱۵۰ پر "غوری کی تنقیدی شعور [illegible] جلوہ گر ہوئی" نیز اسی صفحہ پر یہ فقرہ "مزید تفصیل 'مضامین کا تجزیہ' اور 'اظہاریہ' والے ابواب میں مناسب جگہ پر ملاحظہ فرمائیں" جبکہ اس صفحہ کے پہلے فقرہ میں "تنقیدی کے بجائے" "تنقید" ہونا چاہیے اور دوسرے فقرہ میں موصوف نے اپنے "اظہاریہ" کو بھی "باب" خیال فرمایا ہے۔ ص ۱۳۲ پر یہ فقرہ "فیروز احمد کی تصنیف 'مہدی افادی' پر ایک [illegible] کا تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا" بھی محل نظر ہے۔ ص ۲۰ کے عنوان "تنقید کے عالمی اسالیب" کا پہلا پیراگراف اگرچہ واوین کے درمیان لکھا ہے مگر کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ص ۶۱ پر "اسیرانِ قید و محن کو بھی اپنی جلوہ فروشیاں (کذا) کا پیام بھیجتی رہتی ہیں" فقرہ میں "جلوہ فروشیوں" ہونا چاہیے۔ مولانا آزاد کی غبار خاطر امید کا روان خیال کی نثر پر اظہار رائے کرنے کے بعد لکھا ہے "غیر ضروری تفصیل سے گریز کرتے ہوئے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں" (ص ۶۰) اس فقرہ کے فوراً بعد "غبار خاطر" سے صفحہ ۶۰ و ۶۱ پر تین خطوط کے تین مختلف اقتباسات نقل کئے ہیں، جنہیں "ایک اقتباس" قرار دیا ہے پہلا اقتباس حذف و ترمیم کے ساتھ مکتوب نمبر ۱۶ کا ہے اور دوسرا اقتباس مکتوب نمبر ۱۸ نیز تیسرا اقتباس مکتوب نمبر ۱۹ سے لیا گیا ہے (ملاحظہ ہو غبار خاطر ص ۴۲، ۱۷ اور ۱۹ نیز ص ۶۹ مرتبہ مالک رام ساہتیہ اکادمی نئی دہلی ۱۹۸۳ء) مگر موصوف نے اقتباسات کے صفحات نمبر نہیں بتلائے۔ صفحہ ۵۸ و ۵۹ پر [illegible] "پیروی مغرب" کے بجائے دونوں مقامات پر "پیروی مغربی" لکھا ہے) [illegible] ہوگئی ہے۔ اس ترکیب کو [illegible] مولانا مالک کے مندرجہ ذیل شعر کی طرف منتقل [illegible] اسی کتاب کے ص ۲۰۲ پر نقل کیا ہے:

تاک اب اگر پیروی مغربی کریں
بس اقتدائے مصحفی و میر کر چکے

تاکہ خود فیصلہ فرمائیں کہ "پیروی مغرب" درست ہے یا "پیروی مغربی"۔ (باقی صفحہ ۲۵ پر)

© rasailojaraid.com